ڈاکٹر ریحانہ کوثر*

اُردو ادب کی ابتدائی شاعرات۔ایک بازدید

Abstract: *The females have not only played their vital part in various cults of life related to the development and progress of nations but at the same time they have also been the partners in the development of languages. Many valuable masterpieces are present in the collection of Urdu Language and literature which are written by women. Although much injustice is being done to women in other fields of life as it was not acceptable for male chauvinists to have females standing by them. The same discrimination was also reported in the field of poetry in this field as well. But circumstances don't remain same the always. Gradually the female became free from these shackles, and in Urdu memorandum, female, was also mentioned randomly along with men. This article throws light on the initial poetesses of Urdu and it has been tried to prove that females have always been the participants in the history of Urdu Literature as far as Urdu Poetry is concerned.*

تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی قوم کی ترقی اور عزت کا انحصار بہت تک خواتین کی کوششوں پر منحصر رہا ہے۔اس لیے کہ اقوام عورت کی گود میں ہی پرورش پاتی ہیں۔ایک ماں اپنے بچے کو جو تعلیم دیتی ہے اس کے نقوش ان مٹ ہوتے ہیں۔اقوام کی تعمیر و ترقی میں بنیادی کردار نبھانے کے ساتھ ساتھ خواتین نے زبانوں کی تعمیر و ترقی میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔اردو زبان کے دامن کو وسعت دینے میں بھی خواتین نے روز اول سے بھرپور حصہ لیا ہے۔اس سلسلے میں ان کی راہ میں بڑی رکاوٹیں بھی رہیں لیکن کام کوئی بھی آسان نہیں ہوا کرتا۔بقول غالب

ع بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

اُردو میں ادبی نثر سے پہلے شاعری کا ظہور ہوا۔خواتین نے جہاں اردو کے افسانوی ادب میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہیں شعری ادب میں بھی اضافے کا باعث رہی ہیں اگرچہ اس کی تعداد اتنی زیادہ نہیں (لیکن اتنی کم بھی نہیں کہ اُسے بالکل نظر انداز کر دیا جائے)اس سلسلے میں ڈاکٹر عندلیب شادانی نے لکھا کہ:

*ایسوسی ایٹ پروفیسر،لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی،لاہور

"یہاں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب فطرت نے اس باب میں عورتوں کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں کی۔ تو شاعرات کی تعداد اتنی مختصر اور ان کے کلام کی تعداد اس قدر کم کیوں ہے کہ شاعروں کے مقابلے میں ان کا عدم وجود برابر ہے؟ وجہ ظاہر ہے جہاں تک جسمانی زورِ قوت کا تعلق ہے قدرت نے مرد کو عورت کے مقابلے میں بدرجہا غالب و قاہر بنایا ہے۔ اسی زور و وقت کی بنا پر مرد نے کبھی عورت کو اپنا ہم مرتبہ نہیں سمجھا اور اس کی ذہنی استعداد اور دماغی قابلیتوں کو کبھی نشوونما کا موقع نہیں دیا۔ نتیجہ ظاہر ہے، عورت کے اکثر فطری ملکات معطل رہتے رہتے بالآخر بیکار ہو گئے اور وہ زندگی کے کسی شعبہ میں کوئی کارِ نمایاں نہ کر سکی۔ بایں ہمہ بعض طبیعتوں کا جوش اور زور طوفان و سیلاب کے مانند تھا جو مرد کے تعصب کی پیدا کی ہوئی گوناگوں رکاوٹوں کے باوجود نہ رک سکا اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ شعر کی دنیا کے بہت سے تابناک جواہر پارے عورت کے دل و دماغ کے خزینوں سے نکل کر عالم وجود میں آئے، لیکن مرد کی غیرت نے گوارانہ کیا کہ انھیں منظر عام پر آنے دے۔ میرؔ صاحب نے شعرا کا تذکرہ لکھا لیکن کسی شاعرہ کا ذکر کرنا یا اس کا کوئی شعر نقل کرنا ایک زبردست اخلاقی گناہ سمجھا۔ حالانکہ خود ان کی صاحبزادی شعر کہتی تھیں اور اچھا کہتی تھیں یہی حال میر صاحب کے بعد آنے والے اکثر دوسرے تذکرہ نویسوں کا ہے کہ عورت کے ذکر سے ان کی "اخلاقی غیرت" کو پسینہ آنے لگتا ہے۔ زمانہ کے دستبرد اور مردوں کی اس دار و گیر کے باوجود خواتین کے کلام کا کچھ حصہ ہم تک پہنچ ہی گیا ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر مستورات کے ذوق شعری کی مناسب تربیت کی جاتی تو وہ اس میدان میں کسی طرح مردوں سے پیچھے نہ رہتیں۔ زمانہ کبھی ایک حال میں نہیں رہتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ ہمارے "جنسی اخلاق" کا آئین، آزادی کی ہوا سے متاثر ہونا شروع ہوا۔ وہ اگلی سی پابندیاں اور سختیاں نہ رہیں اور ہمارے شعرا کے تذکروں میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا ذکر بھی خال خال کیا جانے لگا۔ چنانچہ نواب مصطفی خان شیفتہ نے "گلشنِ بے خار" میں چند شاعرہ خواتین کا نہایت مختصر حال اور نمونہ کلام درج کیا ہے۔ مولوی عبدالغفور نساخؔ، شیفتہ سے چند قدم آگے بڑھے اور "سخن شعراء" میں بطور ضمیمہ شاعرات کا مختصر تذکرہ شامل کتاب کیا۔ جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا آزادی کی راہیں کھلتی گئیں اور شاعرات کے مستقل تذکرے لکھے جانے لگے"۔(۱)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری مرد برادری کے اس رویے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "شاعری کے حوالے سے اردو ادب کی تاریخ میں خواتین کی شرکت اگرچہ شروع ہی سے رہی ہے لیکن پدری معاشرے کا دباؤ مشرق پر کچھ اس انداز کا رہا ہے کہ خواتین کو بحیثیت شاعرہ پوری طرح ابھر کر سامنے آنے کا موقع نہیں ملا۔ ہر چند کہ شاعرات کے متعدد تذکرے انیسویں صدی میں لکھے گئے اور شاعرات کی تعداد سینکڑوں میں ظاہر کی گئی، لیکن کسی ایک شاعرہ کو بھی میدان سخن میں مردوں کی ہم سر و حریف بن کر نمایاں ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ لائق سے لائق شاعرہ کو بھی کبھی کسی کہہ کر، کبھی طوائف کا نام دے کر، کبھی شاعر کے بجائے متشاعر ٹھہرا کر اور کبھی کسی مرد شاعر کی خوشہ چین و پروردہ قرار دے کر اسے کم رتبہ و بے توقیر ثابت کیا گیا"۔(۲)

آگے چل کر خواتین شاعرات کے کئی تذکرے منظر عام پر آئے جن میں اولیت حکیم فصیح الدین رنج کے تذکرہ "بہارستانِ ناز" کو حاصل ہے۔ یہ تذکرہ ۱۸۶۴ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد "چمن انداز"، "شمیم سخن"، "تذکرۃ الخواتین" اور "اردو شاعرات" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو شاعری میں سب سے پہلے جس خاتون نے اپنا نام درج کرایا وہ بقول سید فرزند احمد صغیر بلگرامی، وہ جہانگیر کی ملکہ نور جہاں (تقریباً ۱۵۷۶ء۔۱۶۴۵ء) تھی اور سند میں یہ دو شعر پیش کیے ہیں۔

دیں جگہ زخم جفا کو دلِ صد چاک ہیں ہم
دیکھیں گر کچھ بھی وفا اس بتِ بیباک میں ہم
نقش پا کی طرح اے راحتِ جانِ عاشق
تیرے قدموں سے جدا ہو کے ملے خاک میں ہم(۳)

جب کہ محمد جمیل احمد "شاعرات اُردو" میں ان اشعار کو میر حسن کے تذکرے کا حوالہ دیتے ہوئے انہیں مرزا سودا کے شاگرد معین الدین بدایوانی کے بتاتے ہیں ان کے بقول نور جہاں کا اردو میں شعر کہنا کہیں ثابت نہیں۔ محمد جمیل احمد کی تحقیق کے مطابق خواتین میں اردو شاعری کی موجد شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی صاحبِ فضل و کمال دختر شہزادی زیب النساء مخفی (۱۶۳۸۔۱۷۰۱ء) ہیں:

جدا ہو مجھ سے مرا یار، یہ خدا نہ کرے
خدا کسی کے تئیں دوست سے جدا نہ کرے
کہتے ہو تم نہ گھر مرے آیا کرے کوئی
پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی
آ کر ہماری لاش پہ کیا یار کر چلے
خوابِ عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے(۴)

ان اشعار کے علاوہ "تذکرہ جلوہ خضر" میں بھی زیب النساء کے چند شعر درج ہیں جن میں مندرجہ بالا اشعار بھی شامل ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

جس طرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
ہر ایک پہ تم جور جو کرتے ہو پیارے
دھڑکے ہے مرا دل نہ لگے آہ کسو کی

جدا ہو مجھ سے مرا یار خدا نہ کرے
خدا کسی کے تئیں دوست سے جدا نہ کرے

☆☆☆☆

کہتے ہو تم نہ گھر مرے آیا کرے کوئی
پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی(۵)

جس طرح جمیل احمد کی تحقیق کے مطابق اردو کی پہلی شاعرہ نور جہاں نہیں، زیب لنساء مخفیؔ ہیں۔ اسی طرح اردو کی پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ نصیر الدین ہاشمی صاحب کے مضمون "پہلا نسوانی اُردو دیوان" مشمولہ، نقوش، دسمبر ۱۶۹۱ء سے پہلے ماہ لقا چنداؔ (۱۸۱۱ھ۔ ۱۴۲۰ھ) کے دیوان کو قرار دیا جاتا رہا ہے جس کے بارے میں صاحب "بہارستان ناز" کا کہنا ہے کہ:

چندا رنڈی، سب سے پہلی صاحب دیوان، حیدر آباد دکن کی رہنے والی ماہ لقا بھی اُسی کا نام تھا۔ متمولی کی وجہ سے بہت کچھ احتشام تھا۔ پانسو سپاہی اس کے نمک خوار تھے، اُن میں سے کچھ پیدل تھے، کچھ سوار تھے۔ شاعروں کو صلہ رحمی بھی دیتی تھی۔ پہلوان ایسی تھی کہ نامی پہلوانوں سے طاقت کی داد لیتی تھی۔ تیر انداز ایسی کہ کبھی اس کے تیر کا نشانہ خطا نہ کرتا تھا، سوار ایسی کہ اس کے ساتھ اچھے شہ سواروں کا آسن جمانہ کرتا تھا۔ شیر محمد خان متخلص بہ ایماں کی شاگرد رشید تھی، ایسی شاعری اس وقت میں دیدنہ شدید تھی۔ ارسطو جاہ صوبہ دار صوبہ دکن کے وقت میں کچھ عالم گیر چانی کا زمانہ تھا، اس حسن و کمالات کا سب کی زباں پر فسانہ تھا۔ صاحب "طبقات الشعراء" نے لکھا ہے کہ ۱۷۹۹ء میں اس نے اپنا دیوان کسی جلسے میں ایک انگریز(۶) جلیل القدر کی نذر کیا تھا۔ وہ دیوان اب کتب خانہ قیصری میں موجود ہے مگر کلام اُس کا مفقود ہے۔ یہ شعر ہاتھ آیا جس کی ردیف نے تو ہم کو خوب ھنسایا ہے

اخلاق سے تو اپنے واقف جہان ھیگا
پر آپ کو غلط کچھ اب تک گمان ھیگا(۷)

تذکرہ "مشاہیر نسواں" میں اس شعر کے ساتھ اسی غزل کا ایک اور شعر بھی درج ہے:

اِک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو
پر کیا کروں کہ تیرا منہ درمیان ھیگا(۸)

ماہ لقاؔ کا ذکر کرتے ہوئے فصیح الدین بلخی اپنے تذکرہ "نسوانِ ہند" میں ان کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

چندا کی شاعری اس کے ذاتی جذبات وواردات کی ترجمان ہے طرز بیان میں سادگی اور زبان میں سلاست پائی جاتی ہے دیوان کی کوئی نقل راقم کو دستیاب نہیں ہوئی لیکن کچھ اشعار تذکروں میں مل گئے نمونہ کلام:

گل کے ہونے کی توقع پہ جئے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹھی میں لیے بیٹھی ہے
ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھیے آتا ہے تو نظر ہم کو
گر نہیں ہے محوِ رُک تیرا تو پیارے کس لیے
رات دن رکھتا ہے یکساں چشم بیدار آئینہ(۹)

ماہ لقا چندا کا ذکر بہت کم تذکروں میں آتا ہے جن میں ان کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہو۔ چندا کے مفصل حالات "حیات ماہ لقا" مرتبہ مولوی غلام صمدانی خاں (مؤلف تزک محلوبیہ وغیرہ) مطبوعہ نظام المطابع حیدر آباد ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئے تھے انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس کا دیوان دستیاب کیا تھا۔(۱۰)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور انہیں کے حوالے سے اپنی کتاب "داستان ادب حیدر آباد" میں لکھتے ہیں کہ حیات ماہ لقا میں شامل اس کے دیوان میں ۱۲۵ غزلیں ہیں اور ہر غزل پانچ شعر کی ہے۔ پھر کلام کا کچھ نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد علی قطب شاہ کی طرح چندا بھی اپنی سالگرہ کی تقریب میں خود کو اس طرح مبارکباد دیتی ہے۔

ہو تری عمر خضر ماہ جمال
یوں ہی تیری گرہ ہو سال بسال
رشتہ تادم مسیحا ہو
ہو مبارک تجھے یہ فرخ فال
پنجتن تجھ پہ ہوں کرم گستر
اور اللہ کا رہے افضال
شش جہت میں ہے شہرہ بخشش
کہاں حاتم میں ایسے تھے افعال
عرض سرکار مرتضیٰ میں یہ ہے
پائے دونوں جہاں کا چندا سال

ان اشعار اور غلام صمدانی کے ذکر سے پہلے زورؔ صاحب ان کی شاعری کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اکتسابی یا فنی شاعرہ نہ تھی بلکہ اپنی فطرت اور اپنے ذوق کی مناسبت سے تفریحاً شعر کہا کرتی تھی۔ اس کے اشعار زیادہ تر اس کے ذاتی حالات و خیالات کے آئینہ دار ہیں ان میں شعریت، موسیقی، پاکیزگی اور لطافت نمایاں ہے۔(۱۱)

نصیر الدین ہاشمی صاحب کے مضمون "پہلا نسوانی اردو دیوان" سے پہلے ماہ لقا چندا کو اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ قرار دیا جاتا رہا ہے لیکن اس مضمون کے بعد اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ماہ لقا چندا نہیں بل کہ لطف النساء امتیازؔ اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہے۔ اس بارے میں ہاشمی صاحب لکھتے ہیں:

"جس خاتون شاعرہ کا دیوان ہم کو دست یاب ہوا ہے اس وقت کی معلومات کے لحاظ سے جس کو پہلی صاحب دیوان شاعرہ کہہ سکتے ہیں وہ لطف النساء، بیگم امتیازؔ ہے۔ اس کا حیدر آباد سے تعلق اور آصف جاہ ثانی کے عہد میں موجود تھی(۱۱۷۵ھ تا ۱۲۱۸ھ)"۔(۱۲)

کیوں کہ امتیاز ۱۲۱۲ھ ، ۱۳ءمیں دیوان مرتب کر چکی تھیں اور ماہ لقا چنداؔ کے دیوان کی تاریخ ۱۲۱۳ھ یا ۱۲۱۵ھ ہے۔(۱۴)
اردو کی اس پہلی صاحب دیوان شاعرہ کا نام لطف النساء اور تخلص امتیازؔ تھا جو پہلے لطفؔ تخلص کرتی تھی۔ اس کے بعد امتیازؔ تخلص کیا تھا۔ امتیازؔ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں اور وہ شاہی خاندان کے رشتہ داروں میں تھی۔ بچپن میں ماں کی وفات کے بعد ان کی پرورش شاہی خاندان میں ہوئی۔ ان کی شادی مشہور شاعر اسد علی خان تمنا سے ہوا اور شادی کے کچھ ہی عرصے بعد ۱۲۰۴ھ میں نوجوانی میں بیوہ ہو گئی۔ شوہر کے انتقال کے بعد مذہب سے زیادہ شغف پیدا کر لیا تھا اور شاہ عطا اللہ کی مرید ہو گئی تھی۔ لطف النساء امتیازؔ کا یہ نایاب قلمی دیوان جو نواب سالار جنگ (حیدر آباد) کے کتب خانہ کی زینت ہے۔ جو ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ امتیازؔ کا کچھ نمونہ کلام:

جب سے صنم کے عشق میں دیوانہ بن گیا
کعبہ سے دل مرا ہے تو بت خانہ بن گیا
مدت سے گر سراغ جو خوش قامتوں کا اب
مینائے دل مرا تو پری خانہ بن گیا

اس سوا دل میں نہیں آتا ہے بہتر امتیاز
عشق کے سودے میں نقد دل گنوایا کیجیے

اس دیوان کے علاوہ ہاشمی صاحب کو چھ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی کا قلمی نسخہ بھی دستیاب ہوا۔ جس میں ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ یہ مثنوی "گلشن شعرا" کے نام سے موسوم ہے۔(۱۵)

لطف النساء امتیاز کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے شبنم لودھی لکھتے ہیں:

"امتیازؔ کی شاعری میں عشرت امروز کا رجحان نمایاں ہے۔ وہ شاعری کو نئی نئی تشبیہات سے سنوارتی ہیں۔ وہ بہار، چاند، مے اور گلعذار کو زندگی کا مدعا خیال کرتی ہیں وہ دکن کے حسن پرست ماحول کی علم بردار ہیں"۔(۱۶)

اس میں جن خواتین کا ذکر آتا ہے ان میں سے چند خواتین ذیل میں زیر بحث ہیں:

جانی:

یہ نواب آصف الدولہ والی اودھ کے حرم میں تھیں اور نواب قمر الدین خاں کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا نام بیگم جان عرف بہو بیگم اور تخلص جانی تھا اور اپنے وقت کی اچھی شاعرہ تھیں۔ صاحب "تذکرۃ الخواتین" نے ان کو "شاعرہ گرامی" کے لقب سے یاد کیا ہے:

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتواں کی
رگ رگ میں عیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی

نہیں ٹانکے میرے زخم جگر پر
یہ اس کا خندہ دنداں نما ہے

نہیں ٹلتی کسی عنوان سر سے
شب غم بھی کوئی کالی بالا ہے

یاس:

بقول صاحب تذکرہ بہارستان ناز:

"یاس تخلص ہے، آفتاب بیگم نام، تازہ خیالان فیض آباد سے ہے، زیادہ حال اس کا واضح نہ ہوا۔ یہ اشعار اس کے درج تذکرہ ہوتے ہیں۔

نہ جلوہ بخش تیرا نور گرامے مصطفی ہوتا
تو دنیا میں نہ کوئی واقف نام خدا ہوتا
تصدق جاؤں میں اپنے رسول پاک کے ہر دم
مری مشکل میں بھی اے یاس وہ مشکل کشا ہوتا
اک نہ اک فرقت میں جاناں کی مرض ہم کو رہا
درد دل گر مٹ گیا درد جگر ہونے لگا(۱۸)

قمر:

یہ واجد علی شاہ کے حرم میں تھیں۔ ان کا نام حیدری بیگم ماہ طلعت لقب اور قمر تخلص تھا۔ مرزا ہمایوں بخت کی دختر تھیں۔ واجد علی شاہ کے ساتھ ہی کلکتہ چلی گئیں اردو اور فارسی دونوں میں دستگاہ رکھتی تھیں:

دل ناشاد کو تم نے کبھی نہ شاد کیا
بھول کر بیٹھے ہمیں پھر نہ کبھی یاد کیا
مر کے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد
حشر میں ساقی کوثر کا نہ داماں چھوٹا(۱۹)

دلہن:

حرم آصف الدولہ میں تھیں۔ ان کا ذکر صاحب "بہارستان ناز" نے اس طرح کیا ہے:

"دلھن تخلص، دلھن بیگم نام، معروف بہ نواب بیگم و نواب بہو، صبیحہ نواب انتظام الدولہ، محل نواب آصف الدولہ سیرت اور اوصاف کے سوا عروض میں دست گاہ کامل رکھتی تھی۔ یہ اشعار اُس کے یادگار ہیں:

ایسے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں
گل کی مانند جدھر جاویں مہکتے جاویں
بہا ہے چھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتاہے قافلہ دل کا
جہاں کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں
مثال لالہ کے دل داغ دار رکھتے ہیں (۲۰)

صدر:

نواب صدر محل لکھنوی کا تخلص صدرؔ تھا۔ واجد علی شاہ کی اہلیہ تھیں۔ صاحب دیوان ہوئی مصنف "تذکرہ الخواتین" کے بقول "بادشاہ نامہ" اور "نامہ اسم" ان کی تصانیف ہیں۔ ۱۸۷۷ءتک زندہ رہیں:

جوش جنوں میں رات دن سب سے رہا الگ الگ
میں ہوں جدا الگ الگ، لوگ جدا الگ الگ
میں نے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھائے جب اُدھر
منہ کو پھرا کے یار نے مجھ سے کہا "الگ الگ"
شمع جلانے آئے ہیں آج وہ میری قبر پر
چلیو خدا کے واسطے باد فنا الگ الگ
صدرؔ وہ کم نصیب ہوں ہجر میں گر اٹھائیں ہاتھ
باب قبول سے رہے میری دعا الگ الگ(۲۱)

عالم:

یہ واجد علی شاہ کی اہلیہ تھیں جو کہ صاحب دیوان شاعرہ ہونے کے ساتھ ستار نواز بھی اچھی تھیں۔

عالم وہ طلب گار ترے ہوں گے اُسی دن
جب تازہ ستم اور کوئی ایجاد کریں گے(۲۲)

خفی:

ہندوستانی نام بادشاہ بیگم تھا، یوسف والی کے لقب سے مشہور تھیں۔ خفی انگریزی، فارسی اور اردو زبان سے آشنا تھیں، ان کا نمونہ

کلام:

جن سے ہم آشنائی کرتے ہیں
ہم سے وہ بے وفائی کرتے ہیں(۲۳)

ثریا:

ان کا نام بڑی بیگم اور تخلص ثریاؔ تھا۔ مرزا علی خاں کی زوجہ تھیں جو دہلی کے بادشاہ کے وظیفہ خوار تھے۔ بہت خوش گو شاعرہ تھیں اپنے شوہر کی زندگی میں ریختہ گوئی کا شوق رکھتی تھیں۔ مرزا علی خاں کی وفات کے بعد آگرہ چلی گئیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

بتا دیں ہم تمہاری کا کل شب گوں کو کیا سمجھے
سیہ بختی ہم اپنی یا اسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اٹھا کر نیم بسمل کر دیا اس کو
تری مژگاں کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے(۲۴)

مبارک:

ان کا نام مبارک النساء اور تخلص مبارکؔ تھا۔ شاہ نصیر سے اصلاح لیتی تھیں۔ بنیادی طور پر دہلی کی رہنے والی تھیں لیکن پھر مکہ معظمہ میں مستقل قیام کر لیا۔ نمونہ کلام:

مجھے کیا خوف محشر ہو مبارک دن قیامت کا
پکڑ لوں گی میں گوشہ دامنِ خاتون جنت کا(۲۵)

حیا:

نام حیات النساء بیگم تھا، انہیں بھورا بیگم بھی کہتے تھے۔ شاہ عالم دہلی کی بیٹی تھیں اور شاہ نصیر سے اصلاحِ کلام لیتی تھیں:

نہ کیوں حیرت ہو یا رب وہ زمانہ آ گیا ہے ناقص
حیا ڈھونڈے نہیں ملتی برائے نام سو سو کوس(۲۶)

آرائش:

آرائش دہلی کی ایک طوائف تھی۔ بقول مولف "بہارستان ناز" ان کا اصل نام معلوم نہ ہو سکا۔ شادی کے بعد پردے میں مستور ہو گئیں۔

جوانی میں بھلی معلوم ہوتی تھی یہ آرائش
بڑھاپے میں تو مہندی مسّی کی ہے خاک زیبائش(۲۷)

زینت:

زینت جان نام تھا اور زینت تخلص کرتی تھیں۔ اس کی طبیعت بہت رواں تھی۔ شعر کہنے میں طوفان تھیں۔ دہلی سے ہجرت کر کے لکھنو چلی گئیں۔

قتل کا لطف اگر موت میں حاصل ہوتا
تو کوئی کا ہے کو منت کشِ قاتل ہوتا
کوئی بندہ نہ کیا کرتا خدا سے فریاد
بت اگر داد رسی کے بھی جو قابل ہوتا(۲۸)

زہرہ:

ان کا نصیبن تھا اور زہرہ تخلص۔ فن موسیقی میں کمال مہارت رکھتی تھیں۔ نہایت خوش آواز بھی تھیں۔ شاہی سرکار دہلی سے "زہرہ" لقب ملا تو اسی کو انھوں نے تخلص بنالیا۔

باغ ہو، آب رواں ہو اور شب ماہتاب ہو
ساقی مہ وش ہو، مے ہو، جلسہ احباب ہو(۲۹)

محبوب:

ان کا شمار بھی واجد علی شاہ کے حرم میں ہوتا ہے۔ ان کا نام سلطان جہاں تھا اور محبوب تخلص کرتی تھی:

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح
نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
نکلی حسرت دل ایک یہی کہ موت آئی
ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح(۳۰)

ان کے علاوہ نواب نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی صاحبزادی فاطمہ بیگم جو کنیز تخلص کرتی تھیں جن کا انتقال ۱۸۶۵ء میں ہوا۔ نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی کی بیٹی سلطان، سید انشا کی کنیز یاسمین، حکیم انور علی صاحب لکھنوی کی اہلیہ ضیاء، نواب یوسف علی خاں والی

رامپور کی دختر عابدہ، نواب مرزا محمد تقی خاں ہوس کی صاحبزادی پارساؔ اور بہو بیگمؔ، شرمؔ، حجابؔ، شیریں، مستورؔ، عفتؔ، مطلوبؔ، لطیفؔ، معشوقؔ، نظیرؔ، ماہؔ اور شریرؔ وغیرہ کے نام دبستان لکھنو کی ابتدائی شاعرات میں نظر آتے ہیں:

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل
ڈر ہے یہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل

(سلطان)

یاد آیا مجھے گھر دیکھ کے دشت
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

(یاسمین)

یا بہانے سے بلائیں اُسے یا خط ہی لکھیں
شرمؔ کیا خوب سوچیں ہمیں تدبیریں دو

(شرم)

یہ جو ہے ملنے میں عار دیکھئے کب تک رہے
دشمن جاں وہ نگاہ دیکھیے کب تک رہے
قلب میں اس کے غبار دیکھئے کب تک رہے
ہم سے خفا ہے جو یار دیکھئے کب تک رہے
غیر کا یہ اعتبار دیکھئے کب تک رہے(۳۱)

دہلی اور لکھنو کے علاوہ دیگر علاقوں کی جن شاعرات نے اس ابتدائی دور میں حصہ لیا ان میں علی گڑھ سے تعلق رکھنے والی بدلا جان بھی ہیں جو بدلاؔ تخلص کرتی تھیں۔ غزل کے چند دو شعر ملاحظہ ہوں:

بہار آئی ہے پھر رنگ دل ناکام بدلا ہے
ہوا بدلی، مزاج بارہ گلفام بدلا ہے
تجھے معلوم کیا ہے ناصح ہم کو محبت میں
مزا ہے کچھ تو جو تکلیف سے آرام بدلا ہے(۳۲)

اس کے علاوہ کلکتہ سے تعلق رکھنے والی میجو، جس کا تخلص پریؔ تھا۔ اس کے کلام کے بارے میں حکیم فصیح الدین رنجؔ نے کہا کہ ”سبحان اللہ، چستی الفاظ و بندش مضامین میں ان کا جواب نہیں۔ ان کے کلام سے اشعار کے لیے حاجتِ انتخاب نہیں“

یہ کیوں بزم میں غیر آئے ہوئے ہیں
بتاؤ تو کس کے بلائے ہوئے ہیں
جنوں کا جوش ہے الجھن ہے گھبراہٹ ہے دھڑکن ہے
دل مضطر کسی پہلو نہیں دم بھر بہلتا ہے(۳۳)

اس کے علاوہ آگرے سے تعلق رکھنے والی جمعیتؔ اور بستیؔ، بہار سے حسنؔ، دکن سے اداؔ، عظیم آباد پٹنہ سے نازؔ اور یکتاؔ۔ بھوپال سے صنمؔ، الہ آباد سے اہلؔ، کرنال سے زہرہؔ اور حیدر آباد سے بیباؔ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بستی ضرو چاہیے اسباب ظاہری
دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں(۳۴)

روٹھا ہے ہمارا جو وہ دلبر کئی دن سے
اس واسطے رہتی ہوں میں مضطر کئی دن سے
مقسوم کی خوبی ہے یہ قسمت کا ہے احساں
رہتاہے خفا مجھ سے جو دلبر کئی دن سے(۳۵)

یا الٰہی کیا ہوئے وہ مرے داغ آرزو
کچھ اندھیرا سا نظر آتاہے مجھ کو دل کے پاس
کیوں نہ چرخ پیر کو کہیئے ہے دیوانہ مزاج
ہائے یہ پیرانہ سالی اور طفلانہ مزاج(۳۶)

ان کے بعد جن شاعرات نے شعری ادب میں اضافہ کیا۔ان میں خاص طور پر زاہدہ خاتون شروانیہ، صفیہ شمیم ملیح آبادی، تسنیم ملیح آبادی، عزیز جہاں، ادابدایوانی، کنیز فاطمہ، حیالکھنوی، خورشید آرا بیگم خورشیدؔ (منشی فاضل ادیب فاضل) ام الشہاب، زیب عثمانیہ لدھیانوی، نوشابہ خاتون قریشی، نجمہ تصدق، آمنہ خاتون، عفت مظفر نگری، رابعہ خاتون پنہاں بریلوی، بلقیس جمال بریلوی، میمونہ خاتون غزالہ بریلوی، شاہزادی تیمور جہاں حجاب دہلوی، گوہر اقبال حور میرٹھی، خورشید اقبال حیامیرٹھی، سیدہ سردار اختر، اختر حیدر آبادی، عابدہ خانم نسریں، رفعت جہاں نگہت، انوار فاطمہ شمیم لکھنوی، بشیر خالدہ ادیب، ممتاز جہاں ناز، محبوب جہاں محبوب، شکیلہ خاتون شکیل، شکیلہ خاتون نگہت، عارفہ بیگم انجم، کنیز میمونہ، بشیر النساء بیگم بشیرؔ، ناز بلگرامی، محترمہ حیدر زئی، ثروت جمیل ثروتؔ، عذرا جمال دہلوی، صابرہ سلطان حزیں، اداجعفری، کشور ناہید، پروین شاکر اور فہمیدہ ریاض وغیرہ قابل ذکر ہیں:

جمال زار کی جانب نگاہ کیوں اٹھے
نظر کو ان کی ہے اندیشہ مسیحائی

(بلقیس جمال)

کیا عفت کو شامل اور بنایا اک حسیں پیکر
جو یکسر شعر و نغمہ تھا سراپا سوزش الفت
مجسم جذبہ خودداری و شرم و وفاپرور
پھراس کا نام اے خورشید فطرت نے رکھا عورت

(خورشید)

جو حق پرست تھا وہ ہے دنیا پرست آج
مسلم شراب حرص و ہوا سے ہے مست آج
روز جزا کی فکر دماغوں سے دور ہے
جس طرح دل سے عظمت روز الست آج(۳۷)

(زاہدہ خاتون شروانیہ)

سارے سماجی قیود کے ساتھ عورت نے شاعری کے مشغلے کو جاری رکھا ہے، لوک گیتوں کی خالق بھی خواتین ہی ہیں مگر ان کی شاعری کو نہ اہمیت دی گئی نہ ان کو محفوظ کیا گیا۔۔۔ ۱۸۵۷ء کے بعد عورتوں کی تعلیم و ترقی اور آزادی کا چرچا ہوا تو خواتین نے شاعری میں اپنا مقام بنانا شروع کر دیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔(۳۸)

حوالہ جات:

۱۔ شادانی، عندلیب، ڈاکٹر، تعارف، تذکرہ شاعرات اردو، تالیف محمد جمیل احمد، طبع اول، قومی کتب خانہ بریلی، ۱۹۴۳ء، ص ۱۳
۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، سخن شناسی کی بے تاب لہر، سخنور، حصہ دوم (تذکرہ شعراءِ شاعرات) مرتبہ: سلطانہ مہر، مہر بک فاؤنڈیشن، کراچی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰
۳۔ بلگرامی، احمد صغیر، سید فرزند، تذکرہ جلوہ خضر (جلد اول)، اشاعت دوم، صغیر بلگرامی اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۹۵
۴۔ تذکرہ شاعرات اردو، ص ۱۳۵ تا ۱۴۸
۵۔ تذکرہ جلوہ خضر، ص ۹۵،۶۰
۶۔ اس انگریز کا نام سر جان ملکم تھا اور اس نے دیوان لندن کے کتب خانہ کی نذر کر دیا
۷۔ رنج، حکیم فصیح الدین، بہارستان ناز، مرتبہ خلیل الرحمن داؤدی، مجلس ترقی ادب، طبع اول مارچ، ۱۹۶۵ء، ص ۱۲۷۔۱۲۸

۸۔ محمد عباس، مولوی، مشاہیر نسواں، خادم التعلیم پنجاب، لاہور، پہلی مرتبہ ۲۰۹۱ء، ص۱۱۲

۹۔ بلخی، فصیح الدین، تذکرہ نسوانِ ہند، مطبوعہ شمسی پریس پٹنہ سٹی، سن ندارد، (مقدمہ میں ۶ جولائی ۶۵۹۱ء، درج ہے) ص۳۲

۱۰۔ تذکرہ نسوان ہند، ص۲۲

۱۱۔ زور، محی الدین قادری سید، داستان ادب حیدر آباد، مطبوعہ، طارق برقی پریس حیدر آباد، بار اول، ۱۵۹۱ء، ص۸۹

۱۲۔ ہاشمی، نصیر الدین، پہلا نسوانی اُردو دیوان، مشمولہ: ماہنامہ نقوش، لاہور، دسمبر ۱۶۹۱ء، ص۶۴۲

۱۳۔ ایضاً، ص۷۴۲

۱۴۔ شبنم، ندرت لودھی، اردو شاعری میں خواتین کا حصہ، مشمولہ: سہ ماہی، اردو انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۲ء، ص۷۲

۱۵۔ ہاشمی نصیر الدین، پہلا نسوانی اردو دیوان، مشمولہ: ماہنامہ، نقوش، لاہور، دسمبر ۱۶۹۱ء، ص۶۴۲ تا ۲۵۲

۱۶۔ شبنم، ندرت، لودھی، ص۴۳

۱۷۔ تذکرہ شاعرات اردو، ص۳۷۱۔۴۸۱

۱۸۔ بہارستان ناز، ص۹۳۲

۱۹۔ تذکرہ شاعرات اردو، ص۵۸۱۔۶۸۱

۲۰۔ بہارستان ناز، ص۱۴۱

۲۱۔ تذکرہ شاعرات اردو، ص۸۸۱۔۹۸۱

۲۲۔ بہارستان ناز، ص۴۷۱

۲۳۔ بہارستان، ص۹۳۱

۲۴۔ بہارستان ناز، ص۰۲۱۔۹۱۱

۲۵۔ اردو ادب میں دہلی کی خواتین کا حصہ، مرتبہ پروفیسر صغریٰ مہدی، دہلی: اردو اکادمی، ص۵۳

۲۶۔ بہارستان ناز، ص۸۳۱

۲۷۔ ایضاً، ص۲۱۱ ۲۸۔ ایضاً، ص۸۴۱ ۲۹۔ ایضاً، ص۹۶۱

۳۰۔ بہارستان ناز، ص۶۰۲

۳۱۔ تذکرہ شاعرات اردو، ص۱۹۱ تا ۱۰۲

۳۲۔ بہارستان، ص۴۱۱، ۵۱۱

۳۳۔ ایضاً، ص۶۱۱، ۷۱۱ ۳۴۔ ایضاً، ص۲۱۱

۳۵۔ مشاہیر نسواں، ص۵۹۱

۳۶۔ تذکرہ نسواں ہند، ص۹۹

۳۷۔ ایضاً، ص۲۳۱

۳۸۔ اردو ادب میں دہلی کی خواتین حصہ، ص۶۰۲